Research Journal Tahqeeqat

جلد:4، شمارہ:2، 2025ء

eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334

ریسرچ جرنل تحقیقات

رفیع الدین ہاشمی کے سفر نامہ "سورج کو ذرا دیکھ "موضوعاتی وفنی جائزہ

Thematic and Technical review of Rafiuddin Hashmi's travelogue "Soorj Ko Zara Dekh"

Dr. Aasma Rani
Associate Professor, Department of Urdu, Government Sadiq College Women University, Bahawalpur

ڈاکٹر عاصمہ رانی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونی ورسٹی بہاول پور

Dr. Aqsa Naseem Sindhu
Assistant Professor, Department of Urdu, Government Sadiq College Women University, Bahawalpur

ڈاکٹر اقصٰی نسیم سندھو
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونی ورسٹی بہاول پور

Abstract

The travelogue "Soorj Ko Zara Dekh" by Rafiuddin Hashmi is an engrossing examination of the human condition via the prism of travel. This review explores the technical mastery and complexity of themes found in Hashmi's work. Hashmi's account of his travels shows a profound respect for the various civilizations he visited. He draws attention to the beauty found in ethnic diversity and the universal themes that bind all people together through evocative descriptions and perceptive insights. Hashmi's journey of self-discovery and development is chronicled in the travelogue. He travels across strange terrain and faces many obstacles, having life-changing experiences that alter his outlook on things. Hashmi uses her travels as a means of bringing attention to environmental problems. He brings attention to the environmental dangers that the locations he visits face while delicately capturing their natural beauty. Eloquent and vivid, Hashmi's style takes readers to the places he writes about. His use of detail in his writing transports readers to each location, capturing its spirit and sounds as well as the sights and smells of his travels. The travelogue is expertly organized, striking a balance between firsthand stories and accurate information about the locations. Hashmi skillfully combines several narrative strands while keeping the overall plot consistent. Hashmi's careful attention to detail is demonstrated by his extensive research and realistic depiction of the locations he visits. His dedication to genuineness raises the story's credibility. "Soorj Ko Zara Dekh" stands out as a superb fusion of technical brilliance and thematic nuance. Hashmi's travelogue is a captivating and enriching read for audiences of all backgrounds because of his examination of culture, personal development, and environmental consciousness as well as his fine writing style and painstaking attention to detail.

Keywords: *Travelogue, Technical Brilliance, Thematic Nuance, Culture, Personal Development, Environmental Consciousness, Appreciation of Nature, Identity Quest, Self-Awareness*

کلیدی الفاظ: سفر نامہ، تکنیکی مہارت، موضوعاتی باریکی، ثقافت، ذاتی ترقی، ماحولیاتی شعور، فطرت کی تعریف، شناخت کی تلاش، خود آگاہی

موضوع اور تکنیک کے اعتبار سے سفر نامہ اُردو ادب کی غیر افسانوی نثر میں ایک دلکش اور بیانیہ صنف ہے۔ انسان دراصل تجسس کا پیکر ہے اور سفر اسی تجسس کی ایک کڑی ہے کیونکہ انسان ہر نئ چیز کی تلاش میں سفر کرتا رہتا جیسے روزی کے لیے، قدیم علاقوں کی کھوج کے لیے، دلکش وادیوں میں سکون کے لیے، کائنات کی ہر شے کی تلاش کے لیے، حصولِ علم کے لیے اور ہر اُس

چیز کی تلاش کے لیے سفر کرتا ہے جو اس کی آنکھوں سے اوجھل ہے اور یہی سب وجوہات نئی دریافت کا ذریعہ بنتی ہے۔ سفر کے ذریعے انسان نئے علاقوں اور ملکوں کی روایات و ثقافت، رہن سہن، معاشی و سیاسی صورتحال اور طرزِ زندگی سے واقف ہوتا ہے جس سے اُس شخص پر اچھا اور بُرا اثر ہوتا ہے یعنی مسافر کو وہ جگہ اتنی متاثر کرتی ہے کہ وہ اپنے آبائی علاقے کو چھوڑ کر وہاں رہنا پسند کرتا ہے تو بعض اوقات وہ اتنا اُکتا جاتا ہے کہ وہ کسی بھی لمحے اپنے ملک میں فوری طور پر جانے کو ترجیح دیتا ہے پھر چاہے وہ معاشی غرض سے کیوں نہ آیا ہوا۔ اس کے برعکس جس شخص میں تجسس، خوب تر کی جستجو اور اَن دیکھے دلکش جہانوں کو دیکھنے کی خواہش اُس شخص کو سفر پر آمادہ کرتی ہے پھر چاہے راہ میں کتنی رکاوٹیں ہوں اس کے ارادے کو متزلزل نہیں کرتی ہے۔

"سفر" عربی زبان کے لفظ سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی مسافرت، سیاحت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، جبکہ "نامہ" فارسی لفظ سے ماخوذ ہے جس کے معنی خط اور فرمان تحریر کے ہیں، اُردو ادب میں "سفر نامہ" ان دونوں الفاظ کا امتزاج ہے۔ انگریزی میں "سفر نامہ" کو "Travelogue" کہا جاتا ہے۔ [1] زندگی حرکت و بیداری کا نام ہے جس کے لیے جسمانی اور دماغی اعتبار سے متحرک رہنا ضروری ہے۔ سفر کی بدولت انسان تنگ دستی و تنگ نظری اور تساہل پسندی جیسی برائیوں سے دور رہتا ہے اس کے علاوہ انسان ایک تجربہ کار شخص بھی بن جاتا ہے کیونکہ ہر سفر ایک نیا تجربہ اور چیلنج لے کر ہمارے رُوبرو آجاتا ہے جس کو تسخیر کرنے سے ہماری شخصیت میں تبدیلی اور تجربے میں وسعت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

> ”میں نے آدھا علم سفر سے حاصل کیا ہے۔ مطالعہ کی تنہائیوں نے مجھے ذہنی بالیدگی بخشی لیکن سفر کے مشاہدوں نے میری نگاہ کو وسعت دی جو لوگ سفر نہیں کرتے وہ بسم اللہ کے گنبد میں میں رہتے ہیں۔ سفر انسان کو قوموں کی کی سرگزشت اور ملکوں کی تاریخ کا بالواسطہ علم بخشتا ہے جس طرح سائنس کے معلموں میں حقائق اشیاء کا ادراک ہوتا ہے اسی طرح سفر سے صفاتِ انسانی کی حقیقتوں کا علم ہوتا ہے اور مختلف اقوام کے امزجہ و طبائع کا پتہ چلتا ہے۔“ (2)

سفر نامہ واحد صنف ہے جس میں بیک وقت احساسات و جذبات، خارجی واقعات معاشرتی اور سیاسی حالات کی اصل تصویر کشی کی جاتی ہے ہو بہو ویسی ہی جیسا مسافر محسوس کرتا ہے کسی قسم کے من گھڑت اور جھوٹ فریب سے کام نہیں لیا جاتا ہے۔ سفر جہاں اپنے اندر دلچسپ معلومات، گہرے مشاہدات و تجربات، ضروری و غیر معمولی حالات و واقعات کی عکاسی کرتا ہے وہی علمی، ادبی اور سماجی حوالے سے بھی اہمیت رکھتا ہے جیسا کہ ابوالکلام آزاد نے کہا کہ سفر کی بدولت ہی ان کے علم میں اضافہ ہوا ہے۔ سفر نامے کے باعث کسی ملک یا علاقے کی سیاسی، سماجی، مذہبی اور معاشی کے ساتھ علمی حیثیت اور ادبی رجحان کا اندازہ ہوتا ہے۔ جیسے سر سید احمد کو لندن بیٹھ کر ہوا اور واپسی پر انہوں نے رسالہ تہذیب الاخلاق جاری کیا جس نے مسلمانوں کی فکر و سوچ میں تبدیلی اور شعور میں اضافہ کیا:

> ”انسان کی کامیابی وکامرانی کا انحصار سفر پر ہے۔ سفر سے انسانی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر عالمی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جتنی بھی معزز شخصیات دنیا میں آئیں تمام لوگوں نے سفر کئے۔ سفر کی وجہ سے آج بھی ان کا نام لیا جاتا ہے۔ سفر سے انسان کا تجربہ وسیع ہوتا ہے۔“(3)

سفر نامے کی تہذیبی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، تہذیب کے معنی پاک کرنا، کانٹ چھانٹ کرنا اور آراستہ کرنا کے ہیں۔ اصطلاحی اعتبار سے تہذیب کا مفہوم کشادہ ہے۔ تہذیب کا لفظ کسی قوم کے ہر فرد کی زندگی کے خدوخال، اس قوم کے رسم و رواج، آداب و اخلاق اور اصول و ضوابط کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ہر قوم کی تہذیب دوسری قوم سے مختلف ہوتی ہے۔ سفر ناموں میں یہی تہذیب وثقافت واضح طور پر نظر آتی ہے۔ جب سفر نامہ نگار کسی علاقے کا سفر کرتا ہے تو اس علاقے کی تہذیب وتمدن اور ثقافت کو بھی اپنے سفر نامے کا حصہ بناتا ہے اور قارئین کو اس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ اس حوالے سے سید قمر صدیقی کا اقتباس دیکھیے:

> ”تہذیب وثقافت سماج اور تاریخ کو جاننے اور سمجھنے کے لئے سفر ناموں کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ سفر ناموں کی تاریخی اور سماجی اہمیت مسلم ہے۔ سفر ناموں سے بہت سے ایسے واقعات اور حوادث کا پتہ چلتا ہے جو عام تاریخی کتابوں میں نہیں ملتے ------ اپنے زمانے کے حالات و واقعات اور تہذیب و معاشرت کو ایک سیاح اپنے نقطہ نظر سے پیش کرتا ہے وہ اپنے عہد کی تہذیب، شادی بیاہ، لوگوں کے رسم و رواج کو سفر ناموں میں جس انداز سے بیان کرتا ہے وہ عام تاریخی کتابوں میں نہیں ملتا--------- تاریخ اگر بے جان واقعات کو بیان کرتی ہے تو سفر نامے زندہ واقعات کی تاریخ ہیں۔ سفر ناموں کو اپنے عہد کی تہذیبی تاریخ کہنا زیادہ صحیح ہوگا۔“ (4)

اُردو ادب میں سفر نامہ کی صنف زیادہ قدیم نہیں انیسویں صدی میں سفر نامہ کا آغاز ہوا، اس کے باوجود سفر نامے کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اُردو ادب میں پہلا سفر نامہ یوسف کمبل پوش کا سفر نامہ "عجائباتِ فرنگ" ہے جو 1847ء میں منظر عام پر آیا[5]، انیسویں صدی کی دہائی میں اُردو ادب کے اہم سفر ناموں میں سر سید کا مسافرانِ لندن، شبلی نعمانی کا روم مصر و شام، محمد حسین آزاد کا سیر ایران، محمود نظامی کا نظر نامہ، جمیل الدین عالی کا دنیا میرے آگے، تماشا میرے آگے، بیگم اختر ریاض الدین کا دھنک پر قدم، ابنِ انشا کا دنیا گول ہے، مستنصر حسین تارڑ کا نکلے تیری تلاش میں، عطاء الحق قاسمی کا شوقِ آوارگی، کرنل محمد خان کا بسلامت روی، مختار مسعود کا سفر نصیب، اشفاق احمد کا سفر در سفر شامل ہیں۔ بیسویں صدی میں مذہبی، ادبی، جغرافیائی، تاریخی اور سوانحی انداز میں بھی سفر نامے لکھے گئے جن میں مولوی محمد قصوری کا مشاہدات کابل و داغستان، قاضی عبدالغفار کا نقش فرنگ، سید سلیمان ندوی کا سفر نامہ برما، منشی محبوب عالم کا سفر نامہ یورپ، احتشام حسین کا ساحل اور

سمندر، خواجہ احمد عباس کا مسافر کی ڈائری، مستنصر حسین تارڑ کا اندلس میں اجنبی اور رفیع الدین ہاشمی کا سورج کو ذرا دیکھ شامل ہیں۔

رفیع الدین ہاشمی اُردو ادب کے معروف ادیب اور سفر نامہ نگار ہیں ان کی شخصیت میں سنجیدگی، باکرداری، کم گوئی اور نرم مزاجی بھری ہوئی ہے اور یہی تمام خوبیاں ان کے سفر ناموں میں بھی نظر آتی ہے۔ رفیع الدین ہاشمی نے جن علاقوں اور ملکوں کا سفر کیا وہاں کی تہذیب و ثقافت، معاشی وسماجی اور علمی و ادبی اہمیت و افادیت کو بہترین انداز میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے اپنے سفر ناموں میں مبالغہ آرائی سے کام نہیں بلکہ جو چیز جیسی پائی ہو بہو ویسا ہی بیان کیا ہے۔ رفیع الدین ہاشمی نے ہر صنفِ ادب میں طبع آزمائی کی اور بہترین لکھا خاص کر اقبالیات پہ ان کا کام قابلِ فخر ہے۔ رفیع الدین ہاشمی سفر نامہ کو "آپ بیتی" کا نام دیتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ سفر نامہ میں بھی سفر نامہ نگار اپنی روداد یعنی آنکھوں دیکھا حال ہو بہو بیان کرتا ہے کچھ بھی من گھڑت نہیں ہوتا ہے ان کے مطابق سفر نامہ کا انحصار دو باتوں پر ہوتا ہے اول سفر میں وقوع پذیر واقعات کی جدت و ندرت اور دوم سفر کی تازگی یعنی انداز بیان ہے۔(6) رفیع الدین ہاشمی نے کئی سفر کئے جو مختصر اور طویل اسفار پر مشتمل ہے انہوں جس علاقے ملک کا سفر کیا اس کی یاداشت کو کتابی شکل دی یہ تمام یاداشتیں ان کی نجی زندگی اور علمی و ادبی حوالے سے اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کے دو اہم مطبوعہ سفر نامے اول "پوشیدہ تری خاک میں" جو اندلس کی یاداشتوں پر مبنی ہے اور دوم "سورج کو ذرا دیکھ" جاپان کے سفر کی یاداشتیں ہیں اس اسفار نے اُردو ادب میں رفیع الدین ہاشمی کی قدر و منزلت میں اضافہ کیا۔ "سورج کو ذرا دیکھ" دراصل علمی سفر نامہ پر مبنی ہے رفیع الدین ہاشمی نے جاپان کا سفر علمی و ادبی حیثیت کے طور پر کیا جاپان کی "دائتو بنکا یونی ورسٹی" کی طرف سے 2002ء میں جب رفیع الدین ہاشمی کو دعوت نامہ ملا تو آپ نے فوری طور پر اس دعوت کو قبول کیا اور جاپان کے خوبصورت سفر کو چل دیے جہاں آپ نے تقریباً 4 ہفتے قیام کیا۔ رفیع الدین ہاشمی کا یہ سفر نامہ کتابی صورت میں آنے سے قبل قسط وار ماہنامہ "بتول" میں شائع ہوتا تھا۔ رفیع الدین ہاشمی علامہ اقبال کی شخصیت سے بے حد متاثر تھے ان کی اس کتاب کا عنوان بھی اقبال کے ایک شعر سے ماخوذ ہے:

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ!
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ!(7)

اس سفر نامے کے دیباچے میں رفیع الدین ہاشمی نے جاپان کے سفر کی غرض وغایت بیان کئے ہیں، سفر نامے کے مروجہ اسلوب اور روایتی انداز سے ہٹ کر رفیع الدین ہاشمی نے یہ سفر نامہ لکھا ہے، اس کے علاوہ کتاب کے آخر میں اشاریہ سازی بھی دی گئی ہے۔ اس سفر نامے میں جن اہم نکات کا ذکر کیا گیا ہے اس کو مختصراً اس مضمون میں بیان کیا جایا گا۔ سفر نامہ "سورج کو ذرا دیکھ" 4 ہفتوں کی ایک منفرد طرزِ نگارش کے باوجود مختصر سفری احوال پر محیط ہے۔ رفیع الدین ہاشمی نے سفر جاپان کے دوران جن جگہوں کا دورہ کیا ان کو مختلف عنوان کے تحت کتاب میں لکھا ہے۔ سفر کے آغاز میں مسافر کی جو کیفیت ہوتی ہے ان کیفیات کو

نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے کہ قارئین خود کو اس مقام پہ محسوس کرتے ہیں۔کتاب کا آغاز ان دو عنوان "مشرق بعید کی طرف" اور "نار تیا کا ہوائی اڈا" کے تحت ہوتا ہے جس کو پڑھ کر قارئین خود کو نئی فضاء اور نئی دنیا میں پاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ رفیع الدین ہاشمی کے ساتھ اس وقت اس جگہ پر موجود ہیں۔

ابتدائی ابواب میں منظر نگاری اور جزئیات نگاری کو بیک وقت محسوس کیا جا سکتا ہے۔منظر نگاری یعنی کسی واقعے کی ایسی تصویر کشی کرنا کہ وہ آنکھوں کے سامنے معلوم ہوں جبکہ جزئیات نگاری میں کسی جگہ یا واقعے کے معمولی حصے کو بھی نہایت دلکش انداز میں بیان کرنا،رفیع الدین ہاشمی کے سفر نامے "سورج کو ذرا دیکھ" میں سفر نامہ نگار نے بخوبی انداز میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے ان کے سفر نامے سے منظر نگاری اور جزئیات نگاری کی مثال بیک وقت استعمال ملاحظہ کیجیے:

> "راقم کو دنیا کے ۱۰ ہوائی اڈے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔لاہور ہوائی اڈے (ایر پورٹ) اور اس کا یہ لاؤنج اُن کے مقابلے میں عشر عشیر بھی نہیں۔بلا شبہ یہ چھوٹا اور مختصر ہے مگر صاف ستھرا اور خوبصورت ہے۔اس چھوٹے سے لاؤنج میں مسافروں کی ہر ضرورت اور ہر سہولت موجود ہے۔کتب و رسائل اور اسٹیشنری شاپ، چائے، کافی مشروبات کارنر، ڈیوٹی فری شاپ، ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کی نئی سہولت جو حال ہی میں مہیا کی گئی ہے، انٹرنیٹ کے دو کنکشن، ہر مسافر کو ۲۰ منٹ تک بلا معاوضہ انٹرنیٹ سے اس استفادے کا استحقاق حاصل ہے۔لاہور ہوائی اڈے کے اس وسیع اور فراخ لاؤنج میں، ایک قابل قدر چیز جائے نماز ہے۔تقریباً ۲۰۱۵ فٹ جگہ کو نماز کے لیے مختص کر کے وہاں قالین بچھائے گئے ہیں۔ یہاں تلاوت کے لیے کلام پاک بھی فراہم ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔بالآخر، ہمارا جہاز ٹوکیو کے نار تیا ہوائی اڈے پر اُتر گیا۔۔۔۔۔اس ڈیڑھ گھنٹے میں یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ اتنے رنگا رنگ قسم قسم اور طرح طرح کے مسافروں کا ایسا امتزاج اور کہیں نہیں ملے گا۔لمبے اور ٹھگنے، ہٹے کٹے اور دبلے پتلے، سفید اور ہلکے سرخ (جیسے ریڈ انڈین ہوں) سانولے اور زرد، جوان اور بوڑھے، مرد اور خواتین، اسی طرح مختلف زبانیں بولنے والے، ہلکی ہلکی سرگوشیاں کرتے ہوئے مگر زیادہ تر چپ چاپ، ذرا ذرا آگے کو کھسکتے ہوئے اپنے ہینڈ بیگ کھسکاتے اور اگر بھاری تھے، تو اٹھا اٹھا کر آگے رکھتے ہوئے ٹوکیو کے تصورات میں گم۔اپنے اپنے مسائل اور کاموں کا جائزہ لیتے ہوئے یا میری طرح اس سوچ میں غلطاں کہ ان چار ہفتوں میں کیا مصروفیات ہوں گی اور کن تجربات سے گزرنا ہو گا؟" (8)

رفیع الدین ہاشمی نے اپنے سفر نامے میں حالات و واقعات کو پختہ اور سادہ انداز میں بیان کئے ہیں۔بالا اقتباس سے رفیع الدین ہاشمی کی حالات و واقعات پر غور و فکر اور گہرے مشاہدے کی نشاندہی کی جا سکتی ہے کہ وہ کس طرح ہر ایک چیز پر گہرا مشاہدہ رکھتے ہیں۔زبان ویسے تو ایک نظام ہے جس کی بدولت مختلف آوازوں اور اشاروں سے لوگ ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں لیکن ایک فرد، قوم اور ملک کے لیے زبان ایک پہچان کی علامت ہوتی ہے ہر علاقے کی مخصوص زبان ہوتی ہے جس کی بدولت انسان ترقی کرتا ہے اور معاشرے میں اپنا مقام تعین کرتا ہے۔سفر کے دوران ٹوکیو کے ہوائی جہاز میں جو ایک مخصوص بات لگی

کہ بعد کے سفر میں تمام علانات تھائی لینڈ زبان میں کئے گئے جس سے یہاں کہ لوگوں کے نزدیک زبان کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے رفیع الدین ہاشمی نے اس سب منظر کا ذکر "قومی شعور" کے عنوان سے کتاب میں مختصراً بیان کیا ہے:

"وقت، بلندی، درجہ حرارت سب کچھ تھائی زبان میں بتایا جارہا تھا۔(انگریزی میں بھی نہیں) حالانکہ اس وقت جہاز میں تھائی زبان سمجھنے والے اقلیت میں تھے۔ جہاز میں اکثریت پاکستانیوں کی تھی۔ میں نے سوچا: تھائی لینڈ چھوٹا سا ملک ہے مگر یہ اپنی قومی زبان کے بارے میں کہیں زیادہ باشعور اور غیرت مند ہے۔"(9)

رفیع الدین ہاشمی کے نزدیک کسی ملک کی قومی زبان، اس کے باشندوں کے قومی احساس و شعور کی علامت ہوتی ہے۔ رفیع الدین ہاشمی کے اس سفر نامے کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ انہوں نے ہر چھوٹے بڑے واقعات اور لمحات کا ذکر کیا ہے، جس سے ان کے نزدیک وقت کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جس طرح ہر علاقے کی اپنی زبان ہوتی ہے ایسے ہی ہر علاقے کا اپنا تہذیبی اور مذہبی پہلو ہوتے ہیں۔ ہر ایک واقعے غرض مذہبی و ثقافتی ہو یا تہذیبی و معاشرتی سب کی تفصیلات کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دراصل دیگر اصناف کی نسبت سفر نامے میں کسی بھی حالات و واقعات، آداب و رسم و رواج، لوگوں کے اخلاق، سیاسی و سماجی نقطہ نظر کا علم زیادہ کھرا اور مسلم ہوتا ہے کیونکہ اس میں سفر نامہ نگار جو کچھ دیکھتا ہو بہو ویسا ہی لکھتا ہے اپنی طرف سے کچھ بھی من گھڑت نہیں ہوتا اور جب سفر نامہ نگار رفیع الدین ہاشمی ہو تو مافوق الفطرات عناصر سے گریز ہی کیا جاتا ہے۔ رفیع الدین ہاشمی نے نگری نگری گھوم کر اپنے مشاہدات و تجربات سے وہاں کے لوگوں کی زندگی کے ہر ایک زاویے کا بخوبی تجزیہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں اقتباس دیکھیے:

"جاپانیوں نے اس نکتے کو پالیا ہے کہ زمین کا ایک ایک انچ بھی اللہ تعالی کی بیش بہا نعمت ہے۔ چنانچہ دائیں بائیں کوئی جگہ اُفتادہ اور خالی نظر نہیں آتی تھی۔ مکان ہو گا یا کارخانہ، سڑک ہو گی یا راستہ، درنہ سرسبز قطعات ہوں گے جن میں پھول پھلواڑی یا پھر باقاعدہ کھیت بلکہ ڈھلانوں پر بھی چھوٹے چھوٹے زینہ نما کھیت بنا دیے گئے ہیں۔۔۔ مندر میں جا پہنچے۔ یہاں سے پورے نارا کا منظر بہت صاف نظر آ رہا تھا۔ دوسرے زائرین کی طرح ہم نے بھی جوتے مندر کی دہلیز پر اتار دیے، فرش لکڑی کا تھا بلکہ پوری عمارت لکڑی کی تھی۔ مرکزی ہال میں نصب بڑے بت کے سامنے دو تین لوگ مؤدب انداز میں بیٹھے تھے اور ہاتھ جوڑ کر سر جھکائے منہ ہی منہ میں کچھ دعا مانگ رہے تھے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ عبادت کر رہے تھے۔" (10)

جاپانی لوگوں کی عادات و اخلاق کے بارے میں رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

جاپانی دکان دار گاہکوں سے بہت خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ ایک قابل تعریف بات یہ تھی کہ اگر گاہک فرمایش کرے تو دکان والے ہر شے، الگ الگ پیک کر کے رنگین پھول دار کاغذ میں اس کا گفٹ پیکٹ بنا دیتے ہیں اور یہ کام وہ نہایت خوش دلی سے اور ہنستے مسکراتے کرتے ہیں۔ آپ

دس چیزوں کے الگ الگ گفٹ پیکٹ بنوائیں تو کسی تامل یا اکتاہٹ کے بغیر، پیک کر دیں گے، اور گفٹ پیکٹ بنانے کا کوئی زائدہ معاوضہ نہیں لیا جاتا۔"(11)

انسانوں نے جو اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں اپنے طور طریقے بنائے ہوئے ہیں سب کی عبادات کے طریقے، رہن سہن، دنیا و آخرت سے متعلق مختلف نظریات بنا رکھے ہیں اسلام میں کسی مرنے والے شخص کو غسل دے کر نمازِ جنازہ پڑھ کر دفنایا جاتا ہے جب کہ دیگر مذاہب میں کوئی جلا دیتا ہے تو کوئی لٹکا دیتا کہ چیل وغیرہ اُسے کھا جائیں اور کوئی پہاڑوں میں تابوت میں لیٹا کر لٹکا دیتا ہے۔ اسی طرح جاپانیوں کا بھی ایک الگ انداز جو رفیع الدین ہاشمی نے اپنے سفر نامے میں بیان کیا ہے وہ بتاتے ہیں کہ کس طرح جاپانی اپنے پیاروں کی میت کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں:

"جاپانیوں کے ہاں مردوں کو جلانے کا رواج ہے۔ مردہ جلانے کے تیسرے روز، اعزو شمشان میں اس کی راکھ جمع کرتے ہیں۔ بدھ مت کا پجاری کچھ پڑھتا ہے۔ پھر راکھ میں سے مردے کے دانت اور چند ہڈیاں چن کر چینی کے مرتبان میں رکھ دی جاتی ہیں اور مرتبان زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ اس پر ایک چوکھونٹی (چار کونوں والی) قبر بنا کر پتھر کی تختی پر مرحوم کا نام کندہ کر دیتے ہیں۔"(12)

اس اقتباس سے جاپان کی تہذیب و تمدن کا اندازہ ہوتا ہے۔ سفر ناموں میں مختلف زاویوں سے تاریخ اور جغرافیے کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ کس ملک کی تاریخ اس کی ترقی و تباہی کیسے ہوئی نیز جغرافیائی لحاظ سے اس ملک نے ترقی یا تباہی کی جانب کیسے قدم رکھا۔ سفر نامہ نگار ہر ایک پہلو کو قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید اس حوالے سے کہتے ہیں کہ سفر نامہ نگار محض اپنے ذوق و شوق کے لیے سفر نہیں کرتا بلکہ یہ رنگ، نسل، زبان اور عقیدے کے اختلاف کے باوجود انسانوں کے درمیان ایک پُل تعمیر کرتا ہے جس سے کسی ملک کی جغرافیائی، تاریخی اور تمدنی معلومات ایک انسان سے دوسرے انسان کو معلوم ہو جاتی ہے۔ رفیع الدین ہاشمی نے جاپان میں قیام کے دوران جاپان کے مختلف شہروں، عمارتوں اور عجائب گھر کا سفر کیا جس سے جاپان کے متعلق ان کی معلومات میں مزید اضافہ ہوا۔ "ٹوکیو کی ریلوے"، "چند مناظر تاکاساکا تک"، "ٹوکیو گردی: صدیقی صاحب کے ساتھ"، "ہیروشیما کا امن پارک"، "کیوتو: ایک روایتی شہر"، "ٹوکیو عجائب گھر"، "ایک دن تاتے بیاشی میں" اور "سایونارا" ان عنوانات کے تحت رفیع الدین ہاشمی نے جاپان کی تاریخ اور جغرافیے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان موضوعات میں جاپان کی ترقی و تباہی دونوں کا حال نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ رفیع الدین ہاشمی کے جاپان سے متعلق تاریخی و جغرافیائی مشاہدات اور تجزیات کو تفصیل سے تو بیان نہیں کیا جا سکتا مگر کچھ اہم موضوعات ملاحظہ کیجیے:

"ہیروشیما امن پارک (Peace Park) میں داخل ہوتے ہی وسط میں ایک تباہ شدہ اور بم زدہ عمارت کا ڈھانچا نظر آیا، جس کے اوپر ایک گنبد موجود تھا۔ جس میں صرف لوہے کی سلاخیں باقی رہ گئی تھیں۔ ایٹمی بم باری کا شکار ہونے والے شہر ہیروشیما کی یہ واحد عمارت ہے جسے بطور نشانی باقی رکھا گیا ہے۔۔۔ ہیروشیما پر کیا گزری؟ اس کی تفصیل بہت لرزہ خیز ہے۔" (13)

ایک اور اقتباس دیکھیے:

"فوجی پہاڑ ایک آتش فشاں تھا مگر اس کی اندرونی حرارت ختم ہو چکی ہے۔ یہ جاپان کا سب سے اونچا پہاڑ ہے۔ اس کی چوٹی پیالے کی شکل کی ہے۔ ظاہری خوبصورتی کے علاوہ قدیم زمانے سے جاپانیوں کے ہاں فوجی پہاڑ سے ایک مذہبی تقدس وابستہ چلا آتا ہے۔ وہ اسے حب وطن کی علامت بھی سمجھتے ہیں چنانچہ اسے فوجی سان کہا جاتا ہے۔ جاپانی زبان میں سان کا لاحقہ ہر اس نام کے ساتھ لگایا جاتا ہے انسان ہو پہاڑ ہو شہر ہو یا دریا) جو معزز اور محترم ہو کھوجی سان یا فوجی صاحب۔ جاپان میں فوجی سان پر چڑھنا ایک طرح سے چھوٹے موٹے حج کے برابر ہے، اس لیے ہر جاپانی زندگی میں ایک بار اس پر جانے کی کوشش کرتا ہے۔"(14)

اس سفر نامے کی ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ رفیع الدین ہاشمی نے جاپان کا مختلف ملکوں سے موازنہ بھی کیا ہے۔ پاکستان اور جاپان کی نظامِ تعلیم کے مطابق ان کا کہنا ہے کہ جاپان میں تعلیم کا نظام پاکستان سے قدرے بہتر ہے۔ جاپان میں پیپرز یا ڈگریوں کا کام مہینے کے بجائے مقرر منصوبہ بندی کے عین مطابق ہوتا ہے جبکہ پاکستان میں امتحان کا نتیجہ چھ ماہ بعد اور ڈگری تو سالوں بعد مہیا کی جاتی ہے۔ ریلوے سفر کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ جاپانی لوگ ریل میں چھڑتے ہی دو مشاغل میں مصروف ہو جاتے ہیں پہلا مشغلہ کتاب کا مطالعہ اور دوسرا نیند چاہے سفر کا دورانیہ دس منٹ ہی کیوں نہ ہو ان کی نیند پاکستانی مسافر جیسی نہیں ہوتی جاپانی اپنا اسٹیشن آنے سے پہلے اُٹھ جاتے ہیں جبکہ پاکستانی اپنے ساتھ والے مسافر کی ذمہ داری لگا کر سو جاتے ہیں کہ فلاں اسٹیشن پر مجھے جگا دینا۔

رفیع الدین ہاشمی نے امریکہ اور جاپان کے باہم مماثلت سے کئی انکشافات سامنے آتے ہیں۔ جاپان میں سارا خام مواد باہر کے ممالک سے آتا ہے جاپان میں کوئی تیل، لوہا یا کوئلہ پیدا نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود جاپان صنعتی لحاظ سے امریکہ سے آگے نکل گیا ہے جو امریکہ کے لیے ناقابل برداشت تھا اسی وجہ سے امریکہ نے آہستہ آہستہ جاپان میں اپنے قدم جمانے شروع کئے اس بارے میں "امریکی شکنجے" کے عنوان سے رفیع الدین ہاشمی نے امریکہ کے چہرے سے دوستی کا نقاب اُتارا۔ رفیع الدین ہاشمی اس عنوان میں بتاتے ہیں کہ کس شاطرانہ حکمت عملی سے امریکہ جاپان پر اپنی حکمرانی کر رہا ہے۔ امریکی فلمیں، ملبوسات، امریکہ جاپان دوستی کے نام پر تنظیمیں اور تقریبات کا انقاد وغیرہ اس کے علاوہ ایسے تہوار منائے جاتے ہیں جن سے جاپان کا تعلق تک نہیں جاپان میں ایک عیسائی بھی نہیں مگر اس کے باوجود کرسمس کا تہوار منایا جاتا ہے۔ ان سب سے امریکہ کی حکمرانی اور مفتوح جاپان کی مجبوری واضح نظر آتی ہے۔

سفر کے دوران رفیع الدین ہاشمی نے جن شخصیات سے ملاقات کی اور جن اداروں کا دورہ کیا ان سب کا بھی ذکر سفر نامے میں کیا گیا ہے۔ "کتاؤ کا صاحب" اور "دقیانوسی پروفیسر"، "ٹوکیو گردی: صدیقی صاحب کے ساتھ"، "ایک جاپانی نو مسلمہ"، "عنوان سے ان شخصیات کے خدوخال، ان کے ساتھ گزرے لمحات اور مشاغل کا نقشہ دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ کردار جاندار اور

دلچسپ ہیں۔ مجموعی جائزہ لیں تو سفر نامہ "سورج کو ذرا دیکھ" رفیع الدین ہاشمی کا بہترین سفر نامہ ہے جس میں جاپانیوں کی زندگی اور جاپان کے اصول وضوابط کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے اسے ہم رفیع الدین ہاشمی کی مفصل روداد کہہ سکتے ہیں۔ معمولی اور غیر اہم باتوں کو بھی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ روایتی سفر ناموں سے ہٹ کر یہ سفر نامہ لکھا گیا ہے جس میں منظر نگاری، جزئیات نگاری، کردار نگاری، جغرافیائی و تاریخی پہلو، مذہبی و ثقافتی پہلو ہر ایک عنصر کو باریک بینی اور صاف گوئی سے بیان کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1. قدسیہ قریشی، "اُردو سفر نامے انیسویں صدی میں"، (ناشر: مصنفہ، 1987ء)، ص:19
2. سعید احمد، "آزادی کے بعد اُردو سفر نامہ"، (عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی، 2012ء)، ص:16
3. وسیم احمد راتھر، "سفر نامہ فن اور نوعیت"، (اُردو ریسرچ جرنل، شمارہ 29، 16 جنوری 2022ء)
4. خواجہ محمد اکرام الدین، "اُردو سفر ناموں میں ہندوستانی تہذیب و ثقافت"، (قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، نئی دہلی، 2013ء)، ص:12
5. خالد محمود، "اُردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ"، (مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، 2011ء)، ص:95
6. رفیع الدین ہاشمی، "اصنافِ ادب"، (سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2012ء)، ص:188-189
7. علامہ اقبال، "بالِ جبریل"، نظم: روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے، (جاوید اقبال، لاہور، 1944ء)، ص:132
8. رفیع الدین ہاشمی، "سورج کو ذرا دیکھ"، (بیت الحکمت، لاہور، 2007ء)، ص:25، 26، 33، 34
9. ایضاً، ص:31
10. ایضاً، ص:146-165-228-250
11. انور سدید، ڈاکٹر، "اُردو ادب میں سفر نامہ"، (مغربی پاکستانی اُردو اکیڈمی، لاہور، 1987ء)، ص:25
12. رفیع الدین ہاشمی، "سورج کو ذرا دیکھ"، ص:161
13. ایضاً، ص:148
14. ایضاً، ص:143

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Qudsiya Qurashi, *Urdu Safarnamy Unesiwen Sadi Mein*, (Musanifa, 1987), P:9
2. Syed Ahmed, *Azadi Ky Bad Urdu Safarnama*,(Arshiya Publications, Delhi, 2012), P:16
3. Wasim Ahmed Rathar, *Safarnama Fan or Noiyat*, (Urdu Research Journal, 2022)
4. Khawjah Muhammad Ikram ul Din, *Urdu Safarnamnu Mein Hindustani Tehzeb o Sakhawat*, (Qomi Council Baray Farog Urdu Zaban, Naye Delhi, 2013), P:12
5. Khalid Mehmood, *Urdu Safarnamnu Ka Tanqeedi Mutala*, (Maktaba Jama Limited, Naye Delhi, 2011), P:95

6. Rafi ul Din Hashmi, *Asnaf E Adab*, (Sang E Mill Publication, Lahore, 2012), P:188-189
7. Allama Iqbal, *Bal E Jibrael* (Javeed Iqbal, Lahore, 1944), P:132
8. Rafi ul Din Hashmi, *Suraj Ko Zara Dekh*, (Baat ul Hikmat, Lahore, 2007), P:25, 26,33,34
9. Ayzan, P. 31
10. Ayzan, P:146, 165, 228, 250
11. Anwar Sadid, Dr., *Urdu Adab Mein Safarnama*, (Magribi Pakistani Urdu Academy Lahore, 1987), P:52
12. Rafi ul Din Hashmi, *Suraj Ko Zara Dekh*, P:161
13. Ibid, P:148
14. Ibid, P:14